روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 22 مارچ 2012ء 28 ربیع الثانی 1433 ہجری 22 امان 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 69

گناہوں کی بخشش کی دعا

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے گناہ بے حدوحساب ہیں، آپؐ نے تین مرتبہ اُسے یہ دُعا کہلوائی اور فرمایا اب اٹھو اللہ نے تمہارے گناہ معاف کردیئے ہیں۔

اللھم مغفرتک اوسع من ذنوبی و رحمتک ارجٰی من عملی

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے اور مجھے امید اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ ہے۔

(مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 728 حدیث نمبر 1994)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجاکھے وہ مردے ہیں نہ زندے خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون پیش کرتے ہیں اور اس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہو گی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا۔ مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بے شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اس پر بدظنی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آ جائے گا بلکہ تیری ہی بدظنی تجھے محروم رکھے گی ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق وفادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 20)

تحریک وقف زندگی اور داخلہ جامعہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

(i) ’’میں تحریک کرتا ہوں کہ سیاسی طور پر معزز سمجھی جانے والی اقوام کے لوگ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو دین کیلئے وقف کریں...... کام کی وسعت کا تقاضا ہے کہ ہر سال ایک سو نہیں بلکہ 200 (مربی) رکھے جائیں۔ **پس ایک تحریک تو میں یہ کرتا ہوں کہ دوست مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچوں کو بھیجیں تا انہیں خدمت دین کیلئے تیار کیا جا سکے۔**......‘‘

(خطبہ جمعہ 24 مارچ 1944ء بحوالہ الفضل 31 مارچ 1944ء)

(ii) پھر زندگی وقف کرنے والوں کو فرماتے ہیں۔

’’خدا نے تمہارے لئے بڑی بڑی عزتیں رکھی ہیں۔ **تم خدا پر توکل کرو اور اس کے دین کی اشاعت کیلئے اپنے آپ کو وقف کرو** وہ دینے پر آتا ہے تو وہ کچھ دے دیتا ہے کہ انسان اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 1955ء بحوالہ الفضل 22 اکتوبر 1955ء)

(مرسلہ: وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

مکرم محمد قاسم طاہر صاحب مربی سلسلہ سیرالیون

Kandeh Town سیرالیون میں بیت الذکر کا افتتاح

سیرالیون میں حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری سے بیوت الذکر کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ ان بیوت الذکر کے مکمل ہونے پر ان کے افتتاح کی تقاریب حسب موقع منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تقاریب سے جماعتوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ان کے ایمانوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

سیرالیون کے دوسرے بڑے شہر BO کے محلہ Kandeh Town میں ایک نئی بیت الذکر تعمیر ہوئی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نئی جماعت قائم ہوئی تھی اور باقاعدہ بیت الذکر نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا کام بہتر طور پر نہیں ہوسکتا تھا۔ مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مشنری انچارج کینیڈا مرکزی نمائندہ برائے جلسہ سالانہ سیرالیون نے مورخہ 10 فروری 2011ء کو اس بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا۔ بیت الذکر کی تعمیر کے لئے مکرمہ امۃ النور صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ UK کو مالی قربانی کرنے کی توفیق ملی۔ جبکہ تعمیراتی کام کی نگرانی مکرم عقیل احمد صاحب مربی سلسلہ کو کرنے کی توفیق ملی۔

بیت الذکر کی تعمیر کیلئے علاقے کے غیراز جماعت احباب، احمدی احباب مرد، عورتوں اور بچوں نے خوب وقارعمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وارث بننے کے ساتھ وقارعمل کے ذریعے بہت سی رقم بھی بچائی۔ بیت الذکر کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد ایک عیسائی ٹیچر Mr. Boima نے اپنی فیملی کے ساتھ بیت الذکر کے گرد خوبصورتی کے لئے پھول لگائے۔ اللہ تعالیٰ اس کارخیر میں حصہ لینے والے ہر فرد کو بہترین جزا دے۔ اسی طرح ایک عیسائی عورت Mrs Jousifan نے تعمیراتی کام میں بھی مدد کی اور بڑے شوق سے بیت الذکر کی صفائی بھی کرتی ہیں۔

بیت الذکر کی افتتاحی تقریب کے لئے مورخہ 12 نومبر 2011ء کو ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے کی۔ اس تقریب میں علاقہ کی سرکردہ شخصیات سٹی میئر BO، ڈپٹی صوبائی سیکرٹری، اور ڈسٹرکٹ چیف امام کے علاوہ لوکل اماموں، کونسلر، اور ٹاؤن چیف کے علاوہ 150 احباب جماعت شامل ہوئے۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعود کا قصیدہ ترجمہ کے ساتھ پڑھا گیا۔

اس کے بعد سٹی میئر Dr. Wusu Sanoh جو کہ اسی محلہ کے رہائشی ہیں، نے جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں تعلیمی اور طبی میدان میں اور ملک و قوم کی ترقی میں دین حق کی صحیح تعلیم پہنچانے کے حوالہ سے خدمات کو سراہا۔ سٹی میئر گو کہ مذہباً عیسائی ہیں لیکن جماعت سے بہت محبت رکھتے ہیں۔ اس دن باوجود اس کے کہ ان کی پارٹی کے صدارتی امیدوار BO شہر میں کسی اہم کام کی غرض سے موجود تھے لیکن وہ ظہر تک ہمارے ساتھ رہے اور اپنے گھر میں مکرم امیر صاحب اور اہم مہمانوں کے کھانے کا انتظام کیا۔

ان کے بعد ڈپٹی صوبائی سیکرٹری Mr. Jorge Piyinki نے بھی اپنے خیالات کے اظہار میں جماعت احمدیہ کی ہر میدان میں ملک و قوم کی ترقی میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ڈسٹرکٹ چیف امام الحاجی مصطفیٰ کوکا نے تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ دین حق کی صحیح تعلیم ملک میں لائی ہے اور ہماری قوم کو اندھیرے سے نکال کر نور سے منور کر رہی ہے۔ اور دین حق کی تعلیم پر عمل کر کے دکھا رہی ہے۔ اس کا ایک عملی ثبوت ہر سال جلسہ سالانہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ جس میں بلاامتیاز ہر رنگ و نسل کے افراد شامل ہوتے ہیں اور تین دن روحانی ماحول میں دین حق کی تعلیم کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دوسرے تمام لوگوں کیلئے مشعل راہ ہے کہ سب کو کس طرح متحد رہنا چاہئے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی اور بیت الذکر کی تعمیر کا مقصد اور آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ تعلیم کا ذکر کیا۔ اور بیت الذکر کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اور مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ تقریب کے آخر پر تمام شاملین کو کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو بیوت الذکر کی تعمیر کے ساتھ انہیں آباد رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ (الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2012ء)

باہم ایک دوسرے کی خدمت

اشعری قبیلہ کے لوگ مدینہ میں ہجرت کر کے آ گئے تھے۔ ان لوگوں میں باہم تعاون اور مدد کی روح تھی جبکہ غزوات کے دوران یا مدینہ میں رہتے ہوئے ان کا زاد راہ ختم ہو جاتا یا کھانے پینے کا سامان کم ہو جاتا تو ہر شخص کے گھر میں جو کچھ ہوتا وہ سب لاکر ایک جگہ اکٹھا کرتے اور پھر سب میں برابر تقسیم کر لیتے۔ ان کی اسی خوبی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ فھم منی وأنا منھم کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

(مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الأشعرین)

تبصرہ: عبدالکریم قدسی

پیڑ پر لکھی محبت (کالموں کا انتخاب) مصنف منور بلوچ

جناب منور بلوچ نے مختلف قومی اخبارات میں چھپے اپنے کالموں کا انتخاب ''پیڑ پر لکھی محبت'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اخباری کالموں کو ادب لطیف کا حصہ نہیں سمجھا جاتا کیونکہ یہ کالم عام طور پر خبروں کے تجزیوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ زبان و انداز اور لہجہ بھی اخباری ہوتا ہے مگر جس طرح انگلیوں، سلیٹوں اور کاپیوں پر جمع تفریق اور ریاضی کے سوالوں کے لئے کیلکولیٹر نے جگہ لے لی۔ شاعری کی سنگلاخ زمینوں، قافیہ ردیفوں سے جان چھڑانے کے لئے نثری نظمیں وجود میں آگئیں اسی طرح افسانوں، کہانیوں اور خاکہ نگاری کی خوشبو (قلیل مقدار میں سہی) اخباری کالموں میں بھی در آنے لگی۔ موضوع کو جتنی دردمندی اور محبت کی آنچ دی جائے گی۔ اتنا ہی قاری کی توجہ کا باعث بنے گا اور اثرات کا دائرہ جذبات کی جھیل میں پھیلتا چلا جائے گا۔

ڈاکٹر مزمل حسین کے خراج عقیدت کی ایک مہکتی سطر ملاحظہ کیجئے ''محبت کو تجسیم کیا جائے تو جو سراپا تشکیل پائے گا وہ منور بلوچ کا ہوگا''۔ عوامی مسائل، الجھنیں، حادثات اور اجڑتی تہذیب کے نوحے کالموں کے اندر سے اچھل اچھل کر باہر جھانکتے ہیں۔ کچھ جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔

''پوری قوم صرف دولت کے پیچھے بھاگ رہی ہے اور اس کا خوفناک پہلو یہ ہے کہ قوم کے اندر تخلیق کا جذبہ مرتا جا رہا ہے اور قوم صداقتوں کی تلاش میں منزلوں سے دور ہوتی جا رہی ہے''۔

''دھرتی پر سبزہ قدرت کا انعام ہے اسے بارود سے جلایا جا رہا ہے''۔

''پاکستان میں صداقتوں کے نتائج بھی متضاد نکلتے ہیں''۔

یا یہ کہ ''ہے کوئی ایسا شخص پاکستان میں جو اعتماد سے کہے کہ میری عزت، جان، مال اور بچے محفوظ ہیں''۔

ایک اور سلگتی سطر ''جہاں عدل نہیں ہوتا وہاں انسان نہیں ہوتا''۔

آج ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا مسئلہ عدم برداشت ہے۔ مکالموں کے خوبصورت ظروف ہم نے توڑ کر بحرہند میں پھینک دیئے کسی کو اختلاف کا حق دینے کو تیار نہیں۔ ایک کالم میں منور بلوچ نے فرانس کے انقلابی دانشور ''والٹیئر'' کا قول درج کیا ہے کہ ''میں آپ کے لفظ لفظ سے اختلاف کرتا ہوں لیکن آپ کے اظہار خیال کے حق کے لئے مرتے دم تک لڑوں گا''۔ مگر یہاں تو اختلاف کی سزا موت ہے۔ ''پیڑ پر لکھی محبت'' کا آخری کالم ہے ''سلسلے توڑ گیا'' اس کالم میں ایک ساٹھ سالہ پاکستانی نژاد امریکی شہری شجاعت حسین کا ذکر ہے کہ کس طرح وہ اپنی دھرتی سے وفا کا قرض چکانے آیا۔ ساتھ کروڑوں روپے لایا کہ یہاں زرعی فارم اور مویشی فارم بنائے گا۔ اس نے زمین بھی خرید لی اور عمارت بھی شروع کر دی اس دوران کس کس ادارے نے کس کس طرح اسے لوٹا یہ ایک دردناک داستان ہے۔ جائیداد کی منتقلی، فارم کی اجازت، بجلی، سیکیورٹی کی فائلیں بناتا رہا۔ فائلیں گم ہوتی رہیں پھر بنتی رہیں دس سال لگ گئے مگر فارم نہ بن سکا۔ پھر اس نے منصوبہ ترک کر کے اپنی دھرتی سے پیار کی صف ہمیشہ کے لئے لپیٹ کر چلا گیا۔

مگر منور بلوچ کے قلم نے صف نہیں لپیٹی۔ سچائیاں صفحہ قرطاس پر منقش کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ منور بلوچ کے قلم کا دیا اندھیروں سے جنگ کرتا رہے گا اور اندھیرے کبھی فتحیاب نہیں ہوتے۔ کتاب میں جا بجا ایسے المیوں کی داستانیں بکھری پڑی ہیں اور بقول ڈاکٹر مزمل حسین۔ یہ کالم مٹتی، بگڑتی اور اجڑتی تہذیب کے نوحے ہیں۔

کتاب دستک پبلیکیشنز ملتان سے چھپی ہے اور قیمت دوسو روپے ہے۔

قدیمی خادم کی گواہی

حضرت مسیح موعود کے قدیمی خادم حضرت حامد علی صاحب حضرت اقدس کے اخلاق کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مجھے کبھی مرزا صاحب نے کسی کام کے نہ کرنے پر نہیں جھڑکا اور حالانکہ میں کام میں بہت سست بھی تھا اور اکثر دیر بھی کر دیتا تھا پھر باوجود اس کے جب کبھی باہر جاتے تھے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے حالانکہ بیوی صاحب شکایت بھی کرتیں کہ یہ سست ہے مگر آپ فرماتے ہم تو حامد علی کو ہی لے جائیں گے آپ چاہیں تو کسی اور نوکر کو ساتھ لے لیں۔ بعینہ انس بن مالک کا واقعہ ہے اور یہ شخص جس قدر مرزا صاحب کا قدیم واقف اور ہر وقت پاس رہنے والا اور ان کی ہر بات سے آگاہ ہے شاید اور کوئی نہ ہوگا۔ مگر باامداح اور آپ کی سچائی کا مقر اور آپ کو بے نظیر یقین کرتا ہے اور آپ کے الہامات پر پورا ایمان اور مشاہدہ رکھتا ہے اور اب اس کو دنیا میں کوئی اور انسان پسند ہی نہیں آتا۔

(بدر 30 نومبر 1911ء)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کا دعویٰ اور ہمارا جوابِ دعویٰ

معروف اہل علم وقلم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کا دعویٰ پیش کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس دعویٰ کا پس منظر بیان کیا جائے تاکہ ساری بات کو سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔

قارئین کرام! ''دی نیوز'' انگریزی مورخہ 20نومبر 2011ء میں وطنِ عزیز کی ایک جرأتمند اور صاف گو خاتون صحافی اور اینکر پرسن ثنا بُچہ کا ایک مضمون بعنوان ''اقلیتی رپورٹ'' شائع ہوا ہے جس کے کالم نمبر 2 میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کی وطنِ عزیز کے لئے کچھ خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آیئے اسے پڑھتے ہیں۔

(ترجمہ) ''مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بھی بھلا دیا ہے جنہوں نے اس قرارداد کا مسودہ تیار کرنے میں مدد کی جس کے نتیجے میں ہمیں پاکستان حاصل ہوا۔

محمد ظفر اللہ خاں ایک احمدی تھے لیکن انہوں نے ہی قرار دادِ پاکستان کا مسودہ تیار کیا اور جب پاکستان اور ہندوستان کے درمیان آئندہ کی حد بندی کا فیصلہ کرنے کا موقع آیا تو انہوں نے ہی مسلم لیگ کا نقطہ نظر (حد بندی کمیشن کے سامنے۔ مترجم) پیش کیا۔ انہوں نے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کی حیثیت سے بھی وطنِ عزیز کی خدمات انجام دیں۔ محمد علی جناح اپنے روشن خیالات اور کشادہ دلی کے باعث اپنے ملک کی نمائندگی اور خدمت کے لئے استحقاق اور اہلیت کی بنا پر لوگوں کا انتخاب کیا کرتے تھے نہ کہ مذہب، ذات یا عقیدہ کی وجہ سے۔''

(''دی نیوز'' مورخہ 20نومبر 2011ء)

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب ''صبح بخیر'' مطبوعہ ''جنگ'' (27-11-2011) کے کالم نمبر 2 میں تحریر کرتے ہیں:۔

''کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر قرار داد پاکستان سر ظفر اللہ خان نے ڈرافٹ کی ہوتی تو میں اسے بانگ دہل تسلیم کرتا لیکن تاریخی حقائق اس کی نفی کرتے ہیں۔''

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب انگریزی مضمون نگار ثنا بُچہ (نیوز 20-11-2011) جن کو ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون کے کالم نمبر 1 میں ''ہونہار ذہین اینکر پرسن اور کالم نگار'' لکھا ہے کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ''شریف الدین پیرزادہ کی معتبر کتاب (Evolution of Pakistan) کا مطالعہ کریں۔'' اپنی بات کو وزنی اور موثر بنانے کے لئے ڈاکٹر صفدر محمود ساتھ ہی شریف الدین پیرزادہ کی ایک خصوصیت یہ بھی بتاتے ہیں کہ ''انہیں قائداعظم کا سیکرٹری ہونے کا غیر معمولی اعزاز بھی حاصل ہے۔''

سر ظفر اللہ خان کے متعدد غیر معمولی اعزازات

چونکہ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب نے اپنے مضمون کے اصل زیر بحث نکتے یعنی قرار داد پاکستان سر ظفر اللہ خان نے ڈرافٹ کی تھی یا نہیں کے درمیان ہی جناب شریف الدین پیر زادہ کے قائداعظم کے سیکرٹری ہونے کے حوالے سے ''غیر معمولی اعزاز'' کا تذکرہ کر دیا ہے۔ اس لئے یہ بات بے محل نہ ہوگی کہ قارئین کرام کے سامنے قائداعظم محمد علی جناح کے حوالے سے سر محمد ظفر اللہ خان کے متعدد غیر معمولی اعزازات میں سے چند ایک کا سرسری سا تذکرہ کر دیا جائے کیونکہ آگے چل کر ہم قرار داد پاکستان کے تعلق میں سر محمد ظفر اللہ خان کی ایک تاریخی تحریر کا تذکرہ کریں گے۔ پہلے سر محمد ظفر اللہ خان کے چند ایک منفرد اعزازات ملاحظہ فرمایئے:

پہلا غیر معمولی اور منفرد اعزاز سر محمد ظفر اللہ خان کو یہ حاصل ہے کہ قیام پاکستان کے باقاعدہ اعلان سے بھی قبل جب پنجاب باؤنڈری کمیشن کے سامنے ہندوستان اور پاکستان کی سرحدوں کے تعین کا معاملہ درپیش تھا تو پورے متحدہ ہندوستان کے جید اور فاضل مسلم وکلاء میں سے قائداعظم نے سر محمد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے چنا اور چوہدری صاحب نے جس محنت اور اخلاص سے مسلم لیگ کا کیس لڑا اس کی قدردانی خود قائداعظم نے کی اور مخالف وکیل سیتلواڈ نے بھی چوہدری صاحب کی لیاقت اور برتری کا اعتراف کیا۔

دوسرا غیر معمولی اور منفرد اعزاز سر محمد ظفر اللہ خان کو یہ حاصل ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے حاصل ہو جانے کے چند دن بعد اقوام متحدہ کے لئے پہلے پاکستانی وفد کی سربراہی قائداعظم نے سر محمد ظفر اللہ خان کو سونپی۔ اس وقت پاکستان کی کابینہ باقاعدہ تشکیل پا چکی تھی اور محمد ظفر اللہ خاں ابھی اس کے ممبر مقرر نہیں ہوئے تھے۔ **لیکن قائداعظم نے محترم چوہدری صاحب کو رئیس الوفد بنایا۔** اقوام متحدہ میں رئیس الوفد سر محمد ظفر اللہ خاں نے وطن عزیز کی دو عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ اول مملکت خداداد پاکستان کو اقوام متحدہ کا باقاعدہ ممبر بنوایا (30 ستمبر 1947) اور دوم یہ کہ اس وقت اقوام متحدہ میں قضیہ فلسطین پیش تھا اور مغربی طاقتیں اسرائیل کی پشت پناہی کرتے ہوئے اور عربوں کے حقوق کو پامال کرتے ہوئے اہل فلسطین کے خلاف سر توڑ کوشش کر رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے پاکستان اور قائداعظم کی پالیسی کے عین مطابق فلسطین کی تقسیم اور اہل فلسطین کے ساتھ زیادتی کی بھرپور مخالفت کی اور ایسے زبردست دلائل دیئے کہ جناب حمید نظامی کے نوائے وقت کی رپورٹ کے مطابق: (12 اکتوبر 1947)

''سر ظفر اللہ کی تقریر سے اقوام متحدہ کی کمیٹی میں سکتے کا عالم طاری ہوگیا۔''

''امریکہ، روس اور برطانیہ کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔''

''عرب لیڈروں کی طرف سے سر ظفر اللہ خان کو خراج تحسین۔''

اور اب ایک حوالہ عوامی انسائیکلوپیڈیا ''پاکستان کرونیکل'' سے ملاحظہ فرمایئے:

''30 اکتوبر (1947): اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے قائد سر ظفر اللہ خان کو اقوام متحدہ کی فلسطین کمیٹی کا چیئرمین منتخب کر لیا گیا۔ **یہ کسی بھی بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پاکستان کی پہلی بڑی کامیابی تھی۔''**

(پاکستان کا تاریخ وار عوامی انسائیکلوپیڈیا۔ پاکستان کرونیکل صفحہ 7 تحقیق و تالیف عقیل عباس جعفری۔ اشاعت اول اپریل 2010)

تیسرا غیر معمولی اور منفرد اعزاز سر محمد ظفر اللہ خاں کو یہ حاصل ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے انہیں پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا۔ اس سلسلہ میں روزنامہ ڈان (انگریزی) سے 3 ستمبر 1985ء کا ایک مختصر سا اقتباس پیش ہے۔

(ترجمہ) ''**پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد انہیں قائداعظم نے وسیع ذمہ داریاں اور اختیارات رکھنے والا نمائندہ مقرر کیا اور پھر پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا** اور اس حیثیت میں انہوں نے طویل سات برس تک وطن عزیز کی خدمات انجام دیں۔ اس عرصہ میں انہیں اقوام متحدہ اور دوسری عالمی کانفرنسوں میں بہت سے نازک مسائل، خاص طور پر کشمیر اور فلسطین کے قضیوں سے نپٹنا پڑا اور وہ بہت سی مشکلات کے باوجود ان مسائل سے غیر معمولی لیاقت اور فراست کے ساتھ عہدہ برآ ہوئے۔''

(اداریہ روزنامہ ''ڈان'' مورخہ 3 ستمبر 1985)

طوالت کے خوف سے سر محمد ظفر اللہ خان کے چند منفرد اعزازات ہی گنوائے جا سکے ہیں۔ اب پھر قرار دادِ پاکستان کے موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

غیر متعلقہ اور بے حوالہ باتیں بے وقعت ہیں

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب نے اپنے مضمون کے تیسرے کالم کے آخری پیراگراف میں سر محمد ظفر اللہ خان کے متعلق ایک دو غیر متعلقہ اور بے حوالہ باتیں درج کی ہیں جن کے متعلق کچھ کہنا ضروری نہیں۔

''تاریخ بتاتی ہے''............؟

ڈاکٹر صفدر محمود تحریر کرتے ہیں:

''تاریخ بتاتی ہے کہ جب ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لنلتھگو نے 20 مارچ 1939ء کو یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کو جلد ڈومینین کا درجہ دیا جائے گا یعنی آزادی دے دی جائے گی تو اس اعلان کے حوالے سے سر ظفر اللہ خان نے وائسرائے کیلئے نوٹ تیار کیا جس میں مسلم لیگ اور کانگرس کے مطالبات کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ اس نوٹ میں انہوں نے چوہدری رحمت علی کی سکیم اور مشرق اور مغرب میں دو مسلمان مملکتوں کے قیام کا جائزہ لے کر مسلمانوں کی علیحدگی کو مسترد کر دیا تھا اور متحدہ ہندوستان کے تصور کی حمایت کی تھی۔''

(روزنامہ جنگ ''صبح بخیر'' مورخہ 27 نومبر 2011ء)

دراصل تاریخ کیا بتاتی ہے؟

حیرت ہے کہ ڈاکٹر صفدر محمود جیسا علمی و ادبی اور وسیع المطالعہ قلمکار اس تفصیلی اور حقیقت افروز مضمون سے بے خبر ہے جو چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں نے ''پاکستان ٹائمز'' لاہور (13 فروری 1982ء) میں تحریر کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں ایک متدین شخصیت اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ ان کی متذکرہ تحریر ایک ذمہ دار شخصیت کی تحریر ہے جس کو غور سے پڑھا جانا چاہئے۔ اس مضمون کے متعلق اخبار کے ایڈیٹر کی طرف سے سات آٹھ لائنوں کا تعارفی نوٹ بھی دیا گیا ہے۔ اس تعارفی نوٹ سے محترم چوہدری صاحب کے مضمون کا پس منظر بھی واضح ہو جاتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب اپنے نوٹ میں بتاتے ہیں:۔

(ترجمہ): ''سر محمد ظفر اللہ نے فروری 1940ء کے آخر نصف میں لارڈ لنلتھگو کو جو نوٹ بھیجا تھا اس

کا پس منظر اور اس وقت کے حالات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے چوہدری صاحب نے بہت محنت اور کاوش سے کام لیا ہے۔ولی خان نے ایک اردو مجلّہ کے ساتھ انٹرویو میں اس نوٹ پر اپنے الزامات کی بنیاد رکھی تھی۔‘‘

’’چوہدری ظفراللہ خان وضاحت کرتے ہیں‘‘

قارئین کرام! مندرجہ بالا عنوان کے تحت ’’پاکستان ٹائمز‘‘ نے سر محمد ظفراللہ خان کا جو تفصیلی مضمون شائع کیا ہے اس سے متعلقہ حصہ (لارڈ لنلتھگو کو ارسال کردہ نوٹ) کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔البتہ چوہدری صاحب نے اپنے مضمون کے شروع کے حصہ میں جو ضروری وضاحت بیان کی ہے پہلے اس کا ایک حصہ ملاحظہ فرمایئے:

چوہدری صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

’’میں نے ہمیشہ بار بار زبانی اور تحریری طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جہاں تک انسانی کوششوں کا تعلق ہے پاکستان صرف ایک شخص کی مخلصانہ اور بھرپور کوششوں سے معرض وجود میں آیا اور وہ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم تھے۔انہوں نے اکیلے ہی دم توڑتی ہوئی آل انڈیا مسلم لیگ کو پھر سے زندہ کیا اور اسے ایک فعال اور موثر سیاسی تنظیم میں مربوط کر دیا اور وہ اس کے مسلّم اور متحرک قائد تھے۔

ناقابل عبور نظر آنے والی مشکلات کے باوجود انہوں نے اس مقصد کو پالیا جو انہوں نے اپنے سامنے رکھا تھا اور اگرچہ متعدد لوگوں نے وفاداری اور صدق کے ساتھ ان کا ساتھ دیا تھا لیکن (حصول وطن میں) کامیابی کے لئے کریڈٹ اکیلے محمد علی جناح کو جاتا ہے۔اس بارہ میں کسی جہت سے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔‘‘

پاکستان کا تصور

’’جہاں تک پاکستان کے تصور کا تعلق ہے اس کے ظہور کا جائزہ اس کے صحیح پس منظر میں لیا جانا چاہیے۔لفظ ’’پاکستان‘‘ کی ایک اپنی تاریخ ہے جسے آج کل اچھی طرح ذہن میں نہیں رکھا جاتا جس کے نتیجہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔یہ اصطلاح (پاکستان) چوہدری رحمت علی نے اس وقت ایجاد کی جب وہ کیمبرج میں زیر تعلیم تھے۔اور اس عنوان سے انہوں نے جو سکیم پیش کی اس کے لئے مسلسل ’’پاکستان‘‘ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ اس کا پاکستان کے اس تصور سے بہت کم تعلق تھا جو مسلم لیگ کے 23مارچ 1940ء کی قرارداد کے نتیجہ میں ظہور میں آیا۔

چوہدری رحمت علی کا تجویز کردہ ’’پاکستان‘‘

چوہدری رحمت علی نے جس ’’پاکستان‘‘ کی تجویز پیش کی اس کا بنیادی نکتہ برصغیر پاک وہند کی مسلم اور غیر مسلم آبادی کا مکمل تبادلہ تھا تاکہ اس کی ساری کی ساری مسلم آبادی برصغیر کے شمال مغربی علاقہ میں منتقل ہو جائے اور اس علاقہ کی غیر مسلم آبادی برصغیر کے نسبتاً بڑے علاقے میں منتقل ہو جائے **یہ مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم تھی** جس پر اگر عمل کرنے کی کوشش کی جاتی تو یہ اس مسلم آبادی کیلئے ناقابل بیان مصائب اور تکالیف کا موجب ہوتا جو متحدہ صوبہ جات، بہار، بنگال، آسام، اڑیسہ، وسطی صوبہ جات مدراس، بمبئی اور شمال مغربی علاقہ سے باہر واقع ہندوستانی ریاستوں میں بس رہی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ خود چوہدری رحمت علی کو اس صورتحال کا ادراک ہو گیا تھا اسی لئے انہوں نے کئی ایک Istan (اِستان) پیش کرنے شروع کر دیئے جیسا کہ بنگلستان، عثمانستان وغیرہ وغیرہ۔ **(چوہدری رحمت علی کی) اس سکیم کو سوائے نام کے (پاکستان) اس تصور پاکستان سے دور کا بھی تعلق نہ تھا جو قائداعظم کی قیادت میں ابھر کے سامنے آیا۔** حقیقت یہ ہے کہ جب پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو چوہدری رحمت علی نے سخت ترین الفاظ میں اس کی مذمت کی اور قائداعظم کے لئے بے حد گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔‘‘

چونکہ خاکسار قرار داد پاکستان (23مارچ 1940ء) کے حوالے سے ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کی باتوں کا جواب دے رہا ہے اس لئے چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کے مضمون (مطبوعہ ’’پاکستان ٹائمز‘‘) میں قرار داد پاکستان کے علاوہ جو باتیں بیان ہوئی ہیں ان کو By Pass کر کے اپنے مضمون کا سلسلہ جاری ہے۔سر ظفراللہ خان تحریر کرتے ہیں۔

’’اب میں اپنے اس نوٹ کی کچھ وضاحت کرتا ہوں جس کا ذکر لارڈ لنلتھگو نے 12مارچ 1940ء کو لارڈ زِٹ لینڈ (Lord Zetland) کے نام اپنے خط میں کیا تھا۔یہ نوٹ ماہ فروری 1940ء کے آخر نصف میں تیار کیا گیا تھا اور اسے لارڈ لنلتھگو کو بروقت پہنچا دیا گیا تھا تاکہ اسے اس سرکاری (ڈاک والے) تھیلے میں شامل کر لیا جائے جو لارڈ لنلتھگو کے 12مارچ والے خط سے پہلے جانا تھا۔اس خط اور (میرے) نوٹ کے بغور مطالعے سے یہ بات **کسی شک وشبہ کے بغیر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ نوٹ میں نے ذاتی طور پر پہل کر کے خود تیار کیا تھا** اور میں اس کے مندرجات کے ہر حصے کا اکیلا ذمہ دار تھا۔لارڈ لنلتھگو کا یہ نوٹ لکھوانے سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

چوہدری سر محمد ظفراللہ خان آگے چل کر اپنے مضمون میں وضاحت کرتے ہیں کہ:

اس ’’نظریہ پاکستان‘‘ سے کیا مراد ہے جسے نوٹ میں مسترد کیا گیا ہے؟

اس نوٹ کی تاریخ تک واحد سکیم جس کے ساتھ لفظ ’’پاکستان‘‘ استعمال کیا گیا تھا وہ چوہدری رحمت علی کی سکیم تھی جس کا بنیادی اصول (فارمولا) وسیع پیمانے پر آبادی کا تبادلہ تھا نوٹ میں یقیناً اس سکیم کو مسترد کیا گیا تھا۔جیسا کہ 23مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کی قرارداد نے بھی اسے مسترد کر دیا تھا۔علیحدگی کی جس سکیم کا نوٹ میں ذکر ہے اسے یقیناً یقیناً میں نے مسترد نہیں کیا تھا جیسا کہ ابھی واضح ہو جائے گا۔میں نے اسے (علیحدگی کی سکیم کو) آئینی مسئلے کا واحد اطمینان بخش اور قابل قبول حل قرار دیا تھا۔

جہاں تک علیحدگی کی سکیم کا تعلق ہے تو اس چیز کا اقرار بادل ناخواستہ کیا گیا ہے کہ یہ اس زونل سکیم کے ’’مشابہہ معلوم ہوتی ہے‘‘ جو کیبنٹ مشن نے 1946 میں تجویز کی تھی۔اس ضمن میں یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ کیبنٹ مشن کی سکیم کو قائداعظم کی ہدایات کے مطابق مسلم لیگ نے تسلیم کر لیا تھا۔

مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں

آگے چل کر سر محمد ظفراللہ خاں نوٹ کے مندرجات کے متعلق لکھتے ہیں:

’’پاکستان ٹائمز‘‘ مورخہ 23 جنوری کے شمارے کے نوٹ میں مسلم قومیت کا نظریہ بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور ص 5 کے کالم نمبر 7 میں اس کا خلاصہ یوں بیان کیا گیا ہے:

’’مختصراً یہ کہ ہندوستان بھر میں مسلمان ایسی مشترکہ خصوصیات رکھتے ہیں جو انہیں ایک قوم بناتی ہیں اور بمشکل ان میں سے کوئی بات ایسی ہے جو ہندوؤں سے ملتی ہو اس لئے جب مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ عام مفہوم کے لحاظ سے اقلیت نہیں ہیں۔ بلکہ ایک علیحدہ قوم تشکیل پاتے ہیں تو یہ کوئی استعارہ کی بات نہیں بلکہ وہ ایک حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان کسی بھی تصفیہ کی بنیاد کے طور پر جس قدر جلد تسلیم کر لیا جائے اسی قدر جلد کسی قابل عمل اور قابلِ قبول حل تک پہنچنا ممکن ہو جائے گا۔‘‘

اس کے اگلے کالم میں بیان کیا گیا ہے کہ:

’’ہندوستان ایک ملک نہیں ہے بلکہ کئی ملکوں کا مجموعہ ہے اور ہندوستان کی آبادی ایک قوم پر مشتمل نہیں ہے بلکہ کم ازکم دو قوموں پر مشتمل ہے اور اس پریشان حال ملک میں امن قائم کرنے کا واحد حل یہ ہے کہ ان حقائق کی سچائی کو تسلیم کیا جائے۔

’’پاکستان سکیم‘‘ اور ’’علیحدگی کی تسلیم‘‘ کا فرق

اس کے بعد میرے نوٹ میں لکھا ہے:’’حال ہی میں جس سکیم کو بھاری تعداد میں مسلمانوں کی حمایت حاصل ہوئی ہے وہ پاکستان کی سکیم نہیں بلکہ وہ سکیم ہے جسے ہم ’’علیحدگی کی سکیم‘‘ کا نام دے سکتے ہیں ان دونوں سکیموں میں سب سے اہم فرق یہ ہے کہ ’’پاکستان سکیم‘‘ کا ایک لازمی جزو آبادیوں کا تبادلہ ہے جبکہ ’’علیحدگی کی سکیم‘‘ میں اس قسم کا کوئی ناممکن اور ناقابل عمل عنصر شامل نہیں۔مختصر طور پر علیحدگی کی تقسیم یہ ہے کہ ایک شمال مشرقی فیڈریشن بنائی جائے جو بنگال اور آسام کے موجودہ صوبوں پر مشتمل ہو اور ایک شمال مغربی فیڈریشن بنائی جائے ۔ جو پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور سرحدی قبائلی علاقہ جات پر مشتمل ہو یہ بات کم سے کم عقل والے شخص پر بھی واضح ہو جائے گی کہ جس ’’پاکستان سکیم‘‘ کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ رحمت علی والی سکیم ہے۔جس کو اب تک ’’پاکستان‘‘ کا نام دیا جاتا ہے۔‘‘

23مارچ 1940ء کی قرارداد میں لفظ ’’پاکستان‘‘ موجود نہیں تھا۔

آیئے اب ہم مسلم لیگ کی 23مارچ 1940ء کی قرارداد کا جائزہ لیتے ہیں اس قرارداد کے اہم ترین پیراگراف میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس ملک میں کوئی آئینی منصوبہ اس وقت تک قابل عمل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہوسکتا ہے جب تک اسے اس بنیادی اصول پر مرتب نہ کیا جائے کہ وہ علاقے جن میں مسلمان عددی لحاظ سے اکثریت میں ہیں جیسا کہ ’’شمال مغربی سرحدی صوبہ‘‘ اور ہندوستان کے شمال مشرقی خطے تو ان کو خودمختار ریاستوں کی شکل میں اکٹھا کر دیا جائے۔اس چیز کو بغور دیکھا جائے کہ متذکرہ پیراگراف بلکہ درحقیقت قرار داد (23مارچ 1940) کے بقیہ تمام پیراگرافوں میں کہیں بھی لفظ ’’پاکستان‘‘ استعمال نہیں ہوا اور جس حصے (پیراگراف) کا اوپر حوالہ درج کیا گیا ہے اس میں عین اسی سکیم کا ذکر ہوا ہے جس کا خاکہ میرے نوٹ میں ’’علیحدگی کی سکیم‘‘ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔اس سکیم کو سرکاری طور پر ’’پاکستان‘‘ کا نام 9اپریل 1946ء کے ’’مسلم لیگ کے کنونشن‘‘ میں دیا گیا جسے ’’قرارداد دہلی‘‘ کہا جاتا ہے۔جس میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی قرار دیا گیا کہ ’’وہ خطے جن میں ہندوستان کے شمال مشرق میں بنگال

اور آسام اور شمال مغرب میں پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ، سندھ اور بلوچستان شامل ہیں جن کو ''پاکستان کا علاقہ'' کہا گیا جہاں مسلمان غالب اکثریت میں ہیں ان علاقوں کو ایک آزاد اور خود مختار ریاست کی شکل دی جائے۔ اور اس بات کی حتمی ضمانت دی جائے کہ پاکستان کے قیام پر بغیر کسی تاخیر کے عمل کیا جائے گا۔''

یہاں پر دونوں علاقوں (Zones) کا تعین بالکل اس طرح کیا گیا ہے جیسا کہ میرے نوٹ میں بیان ہوا ہے سوائے اس کے کہ کسی غیر ارادی وجہ سے سرحدی قبائلی علاقے شمال مغربی خطے میں شامل کرنے سے رہ گئے ہیں۔

نوٹ میں ''علیحدگی کی سکیم'' کو کبھی مسترد نہیں کیا گیا۔

چوہدری سر محمد ظفراللہ خان اپنی مفصل کاوش ''علیحدگی کی سکیم'' کا بیان جاری رکھتے ہوئے ''پاکستان ٹائمز'' کے ادارتی تبصرہ کا ذکر کرتے ہیں:

''اخبار ''پاکستان ٹائمز'' کے ادارتی تبصرے میں یہ کہنا کہ میں نے چوہدری رحمت علی کی آبادیوں کے کلی طور پر تبادلہ کی مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم کے ساتھ اپنی ''علیحدگی کی سکیم'' کو بھی مسترد کر دیا تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ تبصرہ میرے پورے نوٹ کو توجہ کے ساتھ نہ پڑھنے کا نتیجہ ہے۔ ''پاکستان ٹائمز'' مورخہ 23 جنوری کے صفحہ 6 کے کالم نمبر 1 میں درج میرے نوٹ میں لکھا ہے کہ ''ہم ہندوستان میں اپنی ساتھی قوموں اور برطانوی حکومت سے پورے زور کے ساتھ اپیل کرتے ہیں کہ وہ سارے مسئلے کا اس بنیاد پر ہمدردانہ جائزہ لیں اور باہمی اتفاق رائے سے ایسی سکیم وضع کریں جو ان بنیادی باتوں کا تحفظ کر سکے جن کی ہم نے نشاندہی کی ہے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان بھر کی مسلم رائے عامہ اس سکیم پر متفق ہو جائے گی اور اس سکیم سے اس انتہائی مشکل مسئلے کا واحد تسلی بخش حل نکل آئے گا...... اگلے پیراگراف کے آخر میں تحریر کیا گیا ہے کہ میری رائے میں مسلمانوں کا کسی ایسی سکیم پر رضامند ہونا انتہائی ناممکن ہے جس میں شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل فیڈریشن کا قیام شامل نہ ہو۔''

ایک کمزور متبادل تجویز کا جائزہ

چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں اپنے نوٹ کے مندرجات کی خوب وضاحت کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''یہ بات صحیح ہے کہ پوری قوت اور شدومد کے ساتھ شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل فیڈریشن کا نظریہ جو مسلمانوں کے لئے واحد قابل قبول حل ہے پیش کرنے کے بعد نوٹ میں ایک کمزور اور غیر تسلی بخش متبادل تجویز کا جائزہ لیا گیا ہے یعنی آل انڈیا فیڈریشن کے امکان کی تجویز جس میں بتایا گیا کہ ''1935ء کے ایکٹ میں جو فیڈرل سکیم موجود ہے اسے مسلمانوں کے تعلق میں بات چیت کے لئے فقط بنیاد بنانے سے بھی پہلے اس میں بنیادی اور تفصیلی تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔ جب تک اس حقیقت کو تسلیم اور قبول نہ کیا جائے اس سکیم کا جائزہ لینا اور ترامیم تجویز کرنا سب بیکار ہوگا۔.........

جیسا کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے مکتوب بنام سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انڈیا میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ میرے نوٹ کی ایک کاپی پہلے ہی قائداعظم کو بھیج دی گئی تھی۔''

نوٹ کی اہمیت اور انفرادیت

آگے چل کر سر محمد ظفراللہ خان تحریر کرتے ہیں:۔

''جیسا کہ میں نے واضح کیا ہے کہ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے خط میں میرے جس نوٹ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اس حقیقت پر مبنی تھا کہ ہندوستان میں مسلمان ایک واضح طور پر علیحدہ قوم ہیں اور یہ کہ آئینی مسئلے کا واحد تسلی بخش اور قابل قبول حل یہ ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل فیڈریشن قائم کی جائے اور یہ بالکل وہی مطالبہ تھا جو کچھ دنوں بعد 23 مارچ 1940ء کی مسلم لیگ کی قرارداد میں پیش کیا گیا۔ دو قومی نظریہ اور شمال مشرقی اور شمال مغربی فیڈریشنز کے قیام کی سکیم میرے نوٹ میں اتنی تفصیل اور وضاحت سے پیش کی گئی ہے جو میرے ہمعصروں یا مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی کی دستاویز یا بیان میں قطعاً نہیں ملتی۔''

لارڈ لنلتھگو کا متذکرہ نوٹ کی تیاری میں کوئی ہاتھ نہیں

''یہ جو انگلی اٹھائی جاتی ہے کہ میرا نوٹ لارڈ لنلتھگو کی تجویز پر تیار کیا گیا تھا اور اس کے پیچھے ان (لارڈ لنلتھگو) کا ہاتھ تھا تاکہ ''تصور پاکستان جو تیزی سے مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن رہا تھا'' اس کی اہمیت کم کر دی جائے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ الزام قطعاً جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ لارڈ لنلتھگو کے خط بنام لارڈ زیٹ لینڈ (ZET LAND۔ وزیر ہند) سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ میرے نوٹ کی تیاری یا مندرجات سے لارڈ لنلتھگو کا کسی قسم کا کوئی تعلق یا دخل نہیں تھا۔ اس نوٹ کی ساری ذمہ داری صرف مجھ پر عائد ہوتی ہے۔''

کامیابی کا سہرا اول و آخر
قائداعظم کے سر ہے

جیسا کہ چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے اپنے مضمون (مطبوعہ پاکستان ٹائمز 1982-2-13) کے پہلے حصہ میں حصول پاکستان کے سلسلہ میں قائداعظم کو زبردست خراج تحسین اور کریڈٹ پیش کیا ہے اس طرح مضمون کے آخر پر چوہدری صاحب ایک بار پھر بجا طور پر سارا کریڈٹ قائداعظم کو دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

''آخر میں اپنی بات یہاں پر ختم کرتا ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے اپنے نوٹ میں واضح طور پر شمال مشرقی اور شمال مغربی Federations کی سکیم پیش کی تھی لیکن بہرحال اس سے اس تمکنت میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آتی کہ پاکستان کے حصول اور کامیابی کا کریڈٹ صرف اور صرف قائداعظم کو جاتا ہے۔''

(پاکستان ٹائمز مورخہ 13 فروری 1982ء صفحہ 4،5)

اب خود موازنہ کیجئے

قارئین کرام! چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں نے اپنے متذکرہ مضمون (مطبوعہ پاکستان ٹائمز مورخہ 13 فروری 1982ء) میں نہایت تفصیل سے چوہدری رحمت علی کے تجویز کردہ ''پاکستان'' اور اپنی مفصل ''علیحدگی کی سکیم'' کا فرق واضح کر دیا ہے۔ اب ہم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کے مضمون کی طرف واپس آتے ہیں (مطبوعہ جنگ مورخہ 27 نومبر 2011) اور اس میں بیان کردہ سب سے زوردار اعتراض کو دوبارہ پڑھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

''تاریخ بتاتی ہے کہ جب ہندوستان کے وائسرائے لنلتھگو نے 20 مارچ 1939ء کو یہ اعلان کیا کہ ہندوستان کو جلد ڈومینین کا درجہ دے دیا جائے گا یعنی آزادی دے دی جائے گی تو اس اعلان کے حوالے سے سر ظفراللہ خان نے وائسرائے کیلئے نوٹ تیار کیا جس میں مسلم لیگ اور کانگرس کے مطالبات کا تجزیہ کیا گیا تھا۔ اس نوٹ میں انہوں نے چوہدری رحمت علی کی سکیم اور مشرق اور مغرب میں دو مسلمان مملکتوں کے قیام کا جائزہ لے کر مسلمانوں کی علیحدگی کو مسترد کر دیا تھا اور متحدہ ہندوستان کے تصور کی حمایت کی تھی۔''

قارئین کرام! حیرت ہے کہ ڈاکٹر صفدر محمود کی 'تاریخ' سب کچھ بغیر حوالوں اور ثبوت کے بتاتی ہے۔ ہم قارئین کرام کے سامنے محترم چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کے تفصیلی مضمون کے چند نکات دوبارہ پیش کرتے ہیں تاکہ ڈاکٹر صفدر محمود صاحب کے اعتراضات کی حقیقت کھلتی جائے۔

(الف) پاکستان کی اصطلاح سب سے پہلے چوہدری رحمت علی (متعلم کیمبرج یونیورسٹی) نے ایجاد کی اور ان کی پیش کردہ سکیم کے ساتھ لفظ ''پاکستان'' استعمال ہوتا تھا لیکن چوہدری رحمت علی صاحب کی سکیم بالکل ناقابل عمل تھی۔

(نوٹ از راقم) چوہدری رحمت علی کی ''پاکستان سکیم'' کے ناقابل عمل ہونے کے سلسلہ میں ایک حوالہ نوائے وقت پبلی کیشنز کے چیف ایڈیٹر اور سینئر صحافی مجید نظامی کا بھی پڑھ لیجئے۔

نوائے وقت کے معروف کالم نگار خالد احمد اپنے کالم ''لمحہ لمحہ'' (نوائے وقت مورخہ 10 فروری 2010ء) میں معروف اخبار نویس ضیاء شاہد اور جناب مجید نظامی کے درمیان سوال جواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''جناب ضیاء شاہد نے کہا...... پاکستان پر تجویز چوہدری رحمت علی کی جانب سے آئی تھی تو جناب مجید نظامی نے فرمایا کہ یہ درست ہے اور چوہدری رحمت علی نے مختلف صوبوں کی اقتصادی بقا کے بارے میں بھی تحقیق کی اور 15 یا 20 **پاکستان بنانے کی تجویز پیش کی مگر یہ پورا ڈھانچہ قابل عمل نہیں تھا**...... جناب ضیاء شاہد نے...... کہا کہ بے شک انہوں نے قائداعظم پر تنقید کی تھی تو جناب مجید نظامی نے فرمایا تنقید نہیں، انتہائی نازیبا الفاظ میں ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔''

(ب) چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں نے اپنے مضمون مطبوعہ ''پاکستان ٹائمز'' میں واضح کیا کہ ان کے لنلتھگو کو نوٹ لکھنے کی تاریخ (آخر نصف فروری 1940ء) تک وہ واحد سکیم جس کے ساتھ لفظ ''پاکستان'' استعمال ہوتا تھا وہ وہی چوہدری رحمت علی کی مکمل طور پر ناقابل عمل سکیم تھی جسے 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ نے بھی اپنی ''قرارداد لاہور'' میں مسترد کر دیا تھا۔ نیز ''قرارداد لاہور'' (23 مارچ 1940ء) میں کہیں بھی لفظ ''پاکستان'' استعمال نہیں ہوا۔

(نوٹ از راقم) تاریخ پاکستان کے مطالعہ سے اس امر کے کئی حوالے سامنے آتے ہیں کہ شروع شروع میں ہندو پریس نے ''قرارداد لاہور'' کو قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعد میں خیر کا پہلو یہ نکلا کہ جلد ہی یہ مبارک نام (قرارداد پاکستان) ہندوستان بھر میں شہرت پا گیا۔ چنانچہ اس وقت ایک حوالہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ پریس

انسٹیٹیوٹ آف پاکستان میں میڈاس کے تعاون سے اواخر اگست 2007ء میں منعقدہ سیمینار کی روداد ''تحریک پاکستان اور صحافت'' کے زیرعنوان نوائے وقت 3 ستمبر 2007ء کی اشاعت خاص میں شائع ہوئی ہے۔ اس سیمینار میں وطنِ عزیز کے ممتاز اہل علم نے قیمتی مقالات پیش کئے۔ جناب خرم شجرا (پروڈیوسر حالاتِ حاضرہ پاکستان ٹیلی وژن) نے ''تحریک پاکستان میں غیر مسلم پریس کا کردار'' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ پڑھا جس میں بیان کیا کہ ''1940ء میں ''قرارداد لاہور'' منظور ہوئی تو اسے ''قرارداد پاکستان'' کا نام بھی ہندو پریس نے دیا''

(نوائے وقت مورخہ 3 ستمبر 2007ء اشاعت خاص کالم نمبر 7)

(ج) چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے اپنے مضمون (پاکستان ٹائمز 13 فروری 1982ء) میں اپنے نوٹ بنام لارڈ لنلتھگو میں ''علیحدگی کی سکیم'' کی بھرپور وکالت کرتے ہوئے لکھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بھاری تعداد نے چوہدری رحمت علی کی ناقابل عمل پاکستان سکیم کی بجائے ''علیحدگی کی سکیم'' کی زبردست حمایت کی ہے جس کے مطابق ایک شمال مشرقی فیڈریشن بنائی جائے جس میں بنگال اور آسام کے صوبے شامل ہوں اور دوسری شمال مغربی فیڈریشن بنائی جائے جو پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ، بلوچستان اور سرحدی قبائل علاقہ جات پر مشتمل ہو۔ چوہدری صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ انہوں نے کبھی بھی مندرجہ بالا ''علیحدگی کی سکیم'' کو مسترد نہیں کیا۔ جس کا خاکہ خود انہوں نے لارڈ لنلتھگو کے نام اپنے نوٹ میں پیش کیا تھا۔

(د) ایک کمزور متبادل تجویز کا جائزہ

سر محمد ظفراللہ خان نے اپنے مضمون (مطبوعہ پاکستان ٹائمز) میں بڑی صاف گوئی سے واضح طور پر بیان کیا کہ انہوں نے اپنے نوٹ میں ''علیحدگی کی سکیم'' کی بھرپور وضاحت اور حمایت کی اور مسلمانوں کے لئے واحد قابل قبول حل ہونے پر زور دینے کے بعد ایک کمزور اور غیر تسلی بخش متبادل تجویز یعنی ''آل انڈیا فیڈریشن کے امکان کی تجویز'' پیش کی جس میں چوہدری صاحب نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ اس کے لئے ''1935ء کے ایکٹ میں جو فیڈرل سکیم موجود ہے...... اس میں بنیادی اور تفصیلی تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔ جب تک اس حقیقت کو تسلیم اور قبول نہ کیا جائے اس سکیم کا جائزہ لینا اور ترامیم تجویز کرنا سب بے کار ہوگا''

(ر) چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں نے اپنے مضمون میں یہ بھی بیان کیا کہ ''جیسا کہ لارڈ لنلتھگو کے 12 مارچ 1940ء کے مکتوب بنام سیکرٹری آف سٹیٹ برائے انڈیا میں خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ میرے نوٹ کی ایک کاپی پہلے ہی قائداعظم کو بھیج دی گئی تھی۔''

(س) نوٹ کی اہمیت اور انفرادیت

اس کے بعد سر محمد ظفراللہ خان نے یہ بات واضح کی ہے کہ لارڈ لنلتھگو کو ارسال کردہ ان کا نوٹ ''اس حقیقت پر مبنی تھا کہ ہندوستان میں مسلمان ایک واضح طور پر علیحدہ قوم ہیں اور یہ کہ آئینی مسئلے کا واحد تسلی بخش اور قابل قبول حل یہ ہے کہ شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں پر مشتمل فیڈریشن قائم کی جائے اور یہ بالکل وہی مطالبہ تھا جو کچھ دنوں بعد 23 مارچ 1940ء کو مسلم لیگ کی قرارداد میں پیش کیا گیا۔ دوقومی نظریہ اور شمال مشرقی اور شمال مغربی Federations کے قیام کی سکیم میرے نوٹ میں اتنی تفصیل اور وضاحت سے پیش کی گئی ہے جو میرے ہمعصروں یا مجھ سے پہلے لوگوں میں سے کسی کی دستاویز یا بیان میں قطعاً نہیں ملتی۔''

چوہدری سر محمد ظفراللہ خان نے یہ بات بھی پورے زور کے ساتھ واضح کر دی ہے کہ ان کے تفصیلی نوٹ کے لکھنے لکھوانے میں لارڈ لنلتھگو کا قطعاً کوئی دخل نہیں تھا۔ چوہدری صاحب متذکرہ مضمون (پاکستان ٹائمز 13-2-1982) میں اس الزام کی پرزور تردید کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

''یہ الزام قطعاً جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ لارڈ لنلتھگو کے خط بنام لارڈ زیٹ لینڈ (Zetland وزیر ہند) سے یہ بات صاف واضح ہوتی ہے کہ میرے نوٹ کی تیاری یا مندرجات سے لارڈ لنلتھگو کا کسی قسم کا کوئی تعلق یا دخل نہیں تھا۔ اس نوٹ کی ساری ذمہ داری صرف مجھ پر عائد ہوتی ہے۔''

تو پھر ''قرارداد پاکستان'' کس نے تیار کی؟

سوچنے والی بات یہ ہے کہ ''قرارداد لاہور'' جیسے اہم Document کو تیار کرنا ایک بہت ذمہ داری اور اعزاز کی بات ہے۔ یہ خود بخود تو تیار نہیں ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صفدر محمود نے اپنے متذکرہ مضمون (جنگ 27-11-2011) میں خود تحریر کیا ہے:

''البتہ سر سکندر حیات نے 11 مارچ 1941ء کو پنجاب اسمبلی میں یہ انکشاف کیا تھا کہ قرارداد لاہور کا اوریجنل مسودہ انہوں نے تیار کیا لیکن مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے اس میں اتنی ترمیمیں کیں کہ اس کا حلیہ بدل گیا۔''

(جنگ 27 نومبر 2011ء صفحہ 7)

پس ظاہر ہو گیا کہ ''قرارداد پاکستان'' (منظور کردہ 23 مارچ 1940ء) سر سکندر حیات کی تیار کردہ نہیں تھی۔

اب ڈاکٹر صفدر محمود نے اپنا سارا زور قلم اس بات پر صرف کر دیا ہے کہ سر محمد ظفراللہ خاں نے قرارداد پاکستان تیار نہیں کی جبکہ ڈاکٹر صفدر محمود جیسی علمی اور تحقیقی شخصیت کا تو یہ حق تھا کہ وہ ''قرارداد پاکستان'' کے مصنف کا کھوج لگاتے اور نشان دہی کرتے کہ یہ اتنی بڑی قومی ذمہ داری اور اعزاز حاصل کرنے والی کون سی شخصیت تھی۔

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ جب سر سکندر خان کا محولہ بالا بیان پنجاب اسمبلی میں آیا تھا تو کوئی اور دعویدار سامنے آتا کہ قرارداد پاکستان اس نے تیار کی ہے اور یہ اس کا ثبوت ہے لیکن ایسا نہیں ہوا اور آج تک صرف سر محمد ظفراللہ خاں کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ قرارداد پاکستان انہوں نے تیار کی تھی اور سر محمد ظفراللہ خاں کے تفصیلی مضمون (پاکستان ٹائمز 13-2-1982) کے حوالے سے مفصل بیان ہو چکا ہے کہ ''علیحدگی کی سکیم'' جسے سر محمد ظفراللہ خاں نے لارڈ لنلتھگو کے نام اپنے نوٹ میں شرح وبسط سے بیان کیا تھا اور جس نوٹ کی کاپی لارڈ لنلتھگو نے خود قائداعظم کی خدمت میں بھجوا دی تھی چند دن بعد وہی سکیم ''قرارداد پاکستان'' کی شکل میں مسلم لیگ کے اجلاس لاہور (23 مارچ 1940) میں پاس کی گئی۔

آخر میں ایک بات کا جواب ہمارے ذمہ ہے

وہ یہ کہ سر محمد ظفراللہ خاں نے شروع سے ہی اس بات کو عام کیوں نہیں کیا کہ وہ قرارداد پاکستان کے مصنف ہیں اس سلسلہ میں ولی خان کی کتاب Facts are Facts (صفحہ 40) کے حوالے سے وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو کے مکتوب بنام وزیر ہند کے چند جملے پڑھ کر ہماری اس سوچ کو تقویت ملی ہے کہ سر محمد ظفراللہ خاں نے اپنی بے غرض اور محتاط طبیعت اور دوررس سوچ کی بنا پر ضروری سمجھا کہ جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وہ ''قرارداد پاکستان'' کے سلسلہ میں اپنا نام ظاہر نہ کریں کیونکہ اصل مقصد تو مسلم لیگ اور مسلمانانِ ہند کی بےلوث خدمت کرنا تھا نہ کہ اپنا نام ظاہر کر کے اس نازک موقع پر کسی بدمزگی یا محاذ آرائی کا موقع پیدا کرنا۔ یہ تو ولی خان کی جانب سے اپنی کتاب Facts Are Facts اور ایک اردو رسالے کو دیئے گئے انٹرویو میں اپنی مرضی کے اخذ کردہ نتائج کی بنا پر بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے خلاف ہرزہ سرائی اور سر محمد ظفراللہ خان کے خلاف الزام تراشی کے سبب چوہدری سر محمد ظفراللہ خان کو 1982ء میں ''پاکستان ٹائمز'' کے ذریعہ حقائق کو منظر عام پر لانا پڑا۔

افسوس! بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے!!

میں بھوکا تھا تم نے
مجھے کھانا نہ کھلایا

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پرواہ کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تو نے مجھے پانی نہ دیا۔ میں بیمار تھا۔ تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب تو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور تو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ ان باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں؛ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سردمہری برتے۔ کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص215)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب نائب وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خادم سلسلہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر کراچی دوبارہ گھر میں گر گئے ہیں۔ درد بہت زیادہ ہے۔ حرکت کرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے قبل بھی وہ گرے تھے اور چوٹ آئی تھی۔ احباب کرام سے اس دیرینہ خادم سلسلہ کی مکمل صحت یابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم رحمت اللہ سیف صاحب دارالبرکات ربوہ لکھتے ہیں۔

میرے خالہ زاد بھائی مکرم ظفر اسلام صاحب کی اہلیہ محترمہ ناصرہ ظفر صاحبہ نیو سعید پارک شاہدرہ لاہور دماغ کی نس پھٹنے سے قومہ میں چلی گئی تھیں۔ دائیں طرف فالج ہو گیا تھا۔ کچھ بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اب اشاروں سے بات سمجھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ احباب سے شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم مرزا نسیم احمد برلاس صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی بڑی ہمشیرہ محترمہ عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ناصر احمد صاحب راولپنڈی خون کی کمی کی وجہ سے بیمار ہیں احباب سے شفائے کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم مرزا افضل بیگ صاحب سٹیٹ لائف ہاؤسنگ سوسائٹی ڈی ایچ اے لاہور ایک عرصہ سے بیمار ہیں احباب سے شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆ مکرم خالد محمود ملک صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ فہمیدہ صاحبہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم سلیم احمد کاشف صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی کمر میں شدید درد رہتا ہے جس کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ احباب سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ نسیم فرحت صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور جوڑوں کی تکلیف سے بیمار ہیں چل پھر بھی نہیں سکتیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب آمین

مکرم فضل احمد ناز صاحب معلم اصلاح وارشاد مقامی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 13 جنوری 2012ء کو جماعت احمدیہ ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں 4 بچوں شہاب داؤد ولد مکرم داؤد احمد جنجوعہ صاحب عمر 11 سال، منیب احمد ولد مکرم تحسین احمد کھوکھر صاحب عمر 9 سال، ابتسام احمد ولد مکرم امانت علی بھٹی صاحب عمر 7 سال اور اسجد نذیر ولد مکرم نذیر احمد بٹ صاحب عمر 9 سال کی تقریب آمین منعقد کی گئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم جاوید اقبال لنگاہ صاحب مربی ضلع گوجرانوالہ نے بچوں سے قرآن کریم سنا انعام کے طور پر چاروں بچوں کو قرآن کریم کے تحفے پیش کئے گئے۔ مربی صاحب ضلع نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو قرآن کریم کا فہم و ادراک حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ آپریشن کے بعد بےحد کمزوری ہو گئی ہے۔ احباب سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

تقریب شادی

مکرم فضل احمد ناز صاحب معلم اصلاح وارشاد مقامی ترگڑی ضلع گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار کی بیٹی مکرمہ مہوش فضل صاحبہ واقفہ نو کی تقریب شادی مکرم عدنان مبشر صاحب ابن مکرم مبشر احمد خالد صاحب ساکن مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے ساتھ مورخہ 26 فروری 2012ء کو ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں منعقد ہوئی۔ نماز ظہر وعصر کے بعد بیت الذکر ترگڑی میں ہی محترم جاوید اقبال لنگاہ صاحب مربی ضلع گوجرانوالہ نے نکاح کا اعلان کیا اور دعا کروائی اسی دن رخصتی عمل میں آئی۔ دلہن محترم احمد دین صاحب مرحوم سابق سیکرٹری مال مدرسہ چٹھہ کی نواسی اور دلہا محترم احمد دین صاحب مرحوم سابق سیکرٹری مال مدرسہ چٹھہ کا پوتا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سلیم حیدر ٹیپو صاحب کارکن دفتر کمیٹی آبادی تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے تایا ابو مکرم چوہدری حفیظ احمد طاہر صاحب آرکیٹیکٹ انجینئر ابن مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب (واقف زندگی) مورخہ 4 مارچ 2012ء کو بعمر 77 سال پشاور میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اسی شام ان کا جنازہ ربوہ میں لایا گیا اور مورخہ 5 مارچ کو ان کی نماز جنازہ احاطہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں مکرم بشارت محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب نے دعا کروائی۔ مکرم تایا جان انتہائی ملنسار اور محبت کرنے والے شخص تھے۔ خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ سوگواران میں بیوہ کے علاوہ 3 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالماجد انور صاحب سیکرٹری امور عامہ دارالعلوم شرقی ہادی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ سیدہ طیبہ سلطانہ صاحبہ مورخہ 26 فروری 2012ء کو برین ہیمبرج کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کے بھائی کے فرانس سے آنے کے بعد یکم مارچ کو ان کی تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب نائب ناظر مال آمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ممانی مکرمہ سیدہ نصرت جہاں صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد اقبال حسین شاہ صاحب مرحوم چک نمبر 116 جنوبی سرگودھا حال دارالبرکات ربوہ مورخہ 11 مارچ 2012ء کو 80 سال کی عمر میں اپنے مولائے حقیقی کے پاس چلی گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 11 مارچ کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مکرم مولانا مرزا محمد الدین ناز صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد خاکسار نے دعا کروائی۔ مرحومہ بہت ہی دعا گو صابر شاکر اور دعا گو خاتون تھیں آپ نے اپنے جواں سالہ بیٹے سید سجاد احمد کی ایک حادثہ میں ہونے والی وفات پر نہایت ہی صبر کا مظاہرہ کیا اور بڑے حوصلہ سے اس سانحہ کا مقابلہ کیا۔ آپ پنجگانہ نماز اور نماز تہجد کی پابند تھیں اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتی تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد الفضل کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتی تھیں۔ آپ مکرم سید مہر علی شاہ صاحب مرحوم آف رسول لنگر ضلع گوجرانوالہ کی بیٹی اور مکرم سید غلام جیلانی مرحوم آف چک نمبر 116 جنوبی سرگودھا کی بہو تھیں۔ آپ نے اپنی یادگار چار بیٹے مکرم سید ظفر اقبال صاحب یونان، مکرم سید آفتاب احمد صاحب پرتگال، مکرم سید اعجاز احمد صاحب انگلینڈ اور مکرم سید منور احمد صاحب کارکن وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ اور ایک بیٹی مکرمہ سیدہ عابدہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید رضوان منظور صاحب ربوہ چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

سفوف مغز بنولہ
مادہ کی افزائش کیلئے
سفوف مقوی
بے اولاد مرد حضرات کے sperms کی بڑھوتری کیلئے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ (چناب نگر)
فون: 0476211538 فیکس: 0476212382

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل بینکوئیٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئر کنڈیشننگ
(بکنگ جاری ہے)
047-6212758,0300-7709458
0300-7704354,0301-7979258

خبریں

ربوہ سمیت ملک بھر میں بدترین لوڈ شیڈنگ

ربوہ سمیت ملک بھر غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا بدترین سلسلہ جاری صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت دوسرے بڑے شہروں میں لوڈشیڈنگ کے خلاف عوام سڑکوں پر نکل آئے جلاؤ گھیراؤ کر کے ٹریفک جام کر دی اور لوڈشیڈنگ کے خلاف شدید احتجاجی مظاہرے کئے۔

امریکہ غیر مشروط معافی مانگے، ڈرون حملے بند کرے قومی سلامتی کی

پارلیمانی کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ امریکہ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کی غیر مشروط معافی مانگے اور پاکستان کو یقین دہانی کرائی جائے کہ نیٹو آئندہ ایسا حملہ نہیں کرے گی اور ڈرون حملے پاکستان کی خود مختاری پر حملہ ہیں انہیں فوراً بند کیا جائے۔

سائنسدان پہلی بار ایٹم کی حقیقی تصاویر کھینچنے میں کامیاب امریکی

سائنسدانوں نے پہلی بار مالیکیول کے اندر گردش کرنے والے ایٹموں کی حقیقی تصاویر حاصل کی ہیں یہ تصویریں ایک سیکنڈ کے اربوں کے کروڑویں حصے میں کھینچی گئی ہیں، اس عمل کے دوران نائٹروجن اور آکسیجن کے مالیکیولوں پر الٹرا فاسٹ لیزر ڈالی گئی، جس نے ایک الیکٹرون کو اپنے مدار سے باہر زد میں لے لیا، یہ الیکٹرون اچھل کر دوبارہ مالیکیول سے جا ٹکرایا۔ جس سے انتہائی چھوٹا تصادم ہوا اور تالاب میں پتھر پھینکنے کی طرح لہروں جیسی توانائی کی لہریں پیدا ہوئیں، امریکی جریدے ”نیچر“ میں امریکہ کی اوہائیو یونیورسٹی کے پروفیسر لوئی ماؤر کی سربراہی میں سائنسدانوں کی اس کامیابی سے متعلق رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ تجربے کیلئے جس سادہ مالیکیول کا انتخاب کیا گیا وہ آکسیجن اور نائٹروجن کا ہے جو فضا میں سب سے زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔

(روزنامہ ایکسپریس 8 مارچ 2012ء)

☆......☆......☆

ایم ٹی اے کے پروگرام

(پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی وبیشی یا تبدیلی ہوسکتی ہے۔

30 مارچ 2012ء

5:15 am	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
5:35 am	تلاوت قرآن کریم
5:45 am	جاپانی سروس
6:10 am	گفتگو پروگرام
6:50 am	لقاء مع العرب
8:05 am	ترجمۃ القرآن
9:30 am	جلسہ سالانہ نائیجیریا
11:05 am	تلاوت قرآن کریم
11:35 am	گفتگو پروگرام
12:15 pm	گلشن وقف نو
1:25 pm	سرائیکی سروس
2:10 pm	راہ ہدیٰ
3:45 pm	انڈونیشین سروس
4:45 pm	تلاوت قرآن کریم
5:05 pm	سپاٹ لائیٹ
6:00 pm	خطبہ جمعہ LIVE
7:05 pm	درس حدیث
7:25 pm	بنگلہ سروس
8:25 pm	ریئل ٹاک
9:30 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
11:30 pm	جلسہ سالانہ یو۔ایس۔اے

31 مارچ 2012ء

12:35 am	یسرنا القرآن
1:00 am	فقہی مسائل
1:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
3:00 am	ان سائیٹ
3:20 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:40 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
6:10 am	لقاء مع العرب
7:15 am	فقہی مسائل
7:45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
8:55 am	سیرت صحابیات ﷺ
9:25 am	راہ ہدیٰ
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:35 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
12:05 pm	الترتیل
12:40 pm	جلسہ سالانہ یو۔ایس۔اے
1:50 pm	سوال وجواب
2:45 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
3:55 pm	انڈونیشین سروس
5:00 pm	تلاوت
5:15 pm	سٹوری ٹائم۔بچوں کیلئے دینی کہانیاں
5:35 pm	آیئے تلاش کریں
6:00 pm	انتخاب سخن LIVE
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:05 pm	گلشن وقف نو
9:20 pm	راہ ہدیٰ LIVE
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
11:15 pm	گلشن وقف نو

یکم اپریل 2012ء

12:30 am	فیتھ میٹرز
1:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2:05 am	انتخاب سخن
3:20 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
5:20 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
6:30 am	تلاوت قرآن کریم
6:45 am	لقاء مع العرب
7:50 am	درس حدیث
8:15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
9:25 am	سٹوری ٹائم۔بچوں کیلئے دینی کہانیاں
9:45 am	یسرنا القرآن
10:00 am	فیتھ میٹرز
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:30 am	یسرنا القرآن
11:50 am	گلشن وقف نو
12:50 pm	فیتھ میٹرز
2:05 pm	جلسہ سالانہ کینیڈا 2008ء
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	سپینش سروس
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:35 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مارچ 2012ء
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:00 pm	گلشن وقف نو
9:00 pm	فیتھ میٹرز
10:30 pm	یسرنا القرآن
10:50 pm	ایم۔ٹی۔اے۔عالمی خبریں
11:10 pm	گلشن وقف نو

ربوہ میں طلوع وغروب 22۔مارچ

طلوع فجر	4:44
طلوع آفتاب	6:08
زوال آفتاب	12:16
غروب آفتاب	6:23

تعطیل

مورخہ 23 مارچ 2012ء کا اخبار الفضل شائع نہیں ہوگا۔خریداران اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں تاہم دفتر الفضل کھلا رہے گا۔

شربت صدر نزلہ زکام اور کھانسی کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

نیا مکان برائے فروخت
11 مرلے میں بنا سنگل سٹوری واقع سوہان
نزد فیض آباد اسلام آباد رابطہ: 0300-5351755

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
219 Loha Market Landa Bazar Lahore
Tel:+92-42-7630066,7379300
Mob:0300-8472141
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

FR-10

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
نئے سائیکل اور سپیئر پارٹس کا با اعتماد مرکز
اشفاق سائیکل سٹور
جو نام ہے اعتماد کا
رینٹ اے کار کرایہ پر حاصل کریں۔
ہمارے پاس انٹرنیشنل معیار کے مطابق ہر قسم کی سائیکل ورائٹی موجود ہے
طالب دعا: شیخ اشفاق احمد، شیخ نوید احمد کالج روڈ ربوہ 0333-6704046,047-6213652

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126